بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارے چند قابل توجہ قومی و ملی مسائل

نفاذ اسلام کا معاملہ۔ شوریٰ کی کارکردگی۔
عشر سے شیعوں کا استثناء، فقہ حنفی
سود۔ ویلتھ ٹیکس۔ محمد اسلم قریشی کا اغواء۔
تجارتی اوقاف، ٹیکس، مشنری سرگرمیاں

۱۰ اگست ۱۹۸۳ء ساڑھے بارہ بجے وفاقی مجلس شوریٰ کے بجٹ سیشن میں مولانا سمیع الحق صاحب نے بجٹ پر کی گئی تقریر میں بعض قومی و ملی مسائل پر حکومت کو توجہ دلائی۔ تقریباً ۱۵ منٹ کی یہ تقریر وفاقی کونسل کی مدد سے پیش ہے۔ "ادارہ"

جناب مولانا سمیع الحق ——— نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب چیئرمین کئی دن سے بجٹ پر اور ملک کے داخلی اور خارجی تمام مسائل پر فاضل ممبران نے سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ جناب والا سننے والوں میں ذوق و شوق تو کیا۔ بلکہ سننے کی سکت ہی نہیں رہی۔ اور نہ اب ہمارا وہ ولولہ اور ہمت ہے اور کوئی ایسی نئی بات رہی نہیں ہے۔ وہ جو فارسی شاعر نے کہا ہے کہ ؎

در مجلسے کہ یاران شرب مدام کردند　　چوں نوبتے بما شد آتش بجام کردند

تو اب ہمارے لئے پیمانے میں سوائے آگ کے اور کیا رہ گیا ہے۔ تو بہرحال دو چار چھوٹی چھوٹی معروضات تقریر کی شکل میں نہیں بلکہ گذارشات کی شکل میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو وقت کی تلوار ہے جو سر پر لٹک رہی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تازہ تازہ بنائیں گے اور وزراء صاحبان نے تقریریں کرنی ہیں اور وہ اس کا جواب بھی دیں گے۔

جناب مولانا سمیع الحق: جناب والا سب سے پہلی گذارش یہ ہے جو میں پہلے بھی کئی دفعہ کر چکا ہوں تقریباً اس مجلس کو پونے دو سال ہو چکے ہیں۔ پچھلے سال بھی میں نے عرض کیا تھا کہ ہمیں چھ مہینے ہو گئے ہیں بجٹ اور میزانیہ پر ہر لحاظ سے غور کرنا ہمارا فرض ہے۔ لیکن آج جب کہ اس مجلس شوریٰ کو تقریباً پونے دو سال ہو گئے ہیں۔ تو بجٹ کے ساتھ ساتھ ہمیں ان مقاصد پر بھی نظر ڈالنی چاہیئے اور سب سے زیادہ توجہ ممبران حضرات کو ان مقاصد کی طرف دینی چاہیئے تھی جس کے

لیے مجلس شوریٰ قائم کی گئی تھی کہ آیا ہم۔ ان مقاصد سے ہمکنار ہو سکے ہیں یا نہیں ؟ اور ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے یا نہیں ؟ اگر میں مجلس شوریٰ کی حد تک یہ کہوں کہ الحمد للہ اس مجلس شوریٰ نے جس کے ذمے اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں رہنمائی اور راستہ ہموار کرنے کا فرض سونپا گیا تھا تو انشاء اللہ میں کہہ سکتا ہوں مجلس شوریٰ اس فرض کی ادائیگی میں کافی حد تک سرخرو ہو گئی ہے۔ اور ہر پہلو پر فاضل ممبران نے طمع لالچ اور اور خوف او کسی ترغیب و ترہیب کی پرواہ کئے بغیر ملک و ملت کے لیے حق بات کہی ہے اور اس جرأت سے کی ہے کہ کسی پارلیمانی تاریخ کی کتاب اور اسمبلی کی رپورٹ اٹھائیں گے تو لوگوں کو وہ چیز نہیں ملے گی۔ جو موجودہ مجلس کے مباحث میں ہو گی۔ وہ بے جان اور بے زبان مظلوم اکثریت جو ہوتی ہے پارلیمانی نظاموں کی وہ ضمیر کی بات کب کر سکتی ہے یہاں جمہوریت کا بڑا چرچا ہو رہا ہے۔ لیکن اکثریتی پارٹی کے ارکان کی زبان پہ تالے لگے رہتے ہیں۔ اور پارٹی کا جو قائد ہوتا ہے وہ آمر مطلق بن جاتا ہے۔ وہاں کسی کو بھی اظہار حق کا موقع نہیں ملتا ہے نہ وہ جرأت کر سکتا ہے۔ میرے خیال میں ان تمام ممبران میں سے کسی ممبر کی ضمیر میں یہ کھٹکا نہیں ہو گا۔ کہ جو چیز میں صحیح سمجھتا تھا اس میں میں نے کوتاہی کی۔ اختلاف رائے ہو سکتا ہے لیکن ملک و ملت اور اسلام کی راہ میں ان ممبران نے پورا حق ادا کیا ہے۔ اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ ؎

ستود افہار عشق میں شیریں سے کوہکن ۔۔۔ بازی اگرچہ لے نہ سکا سر تو کھو سکا

اور دوسرا شعر اگر میں نہ پڑھوں تو بہتر ہے۔ (آوازیں کہ ضرور پڑھیے) تو بہر حال سن لیجئے ؎

کس رو سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز ۔۔۔ اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

تو گذارش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بہت سنہری موقع دیا تھا۔ اور اب بھی ہم مایوس نہیں ہیں۔ اب بھی موقع ہے۔ گو اس کا بہت زیادہ وقت ضائع ہو گیا ہے۔ لیکن اس غنیمت موقع سے فائدہ لینا تھا کہ اسلامی نظام کس طرح سے نافذ ہو سکتا ہے؟ تو میں نے پچھلے سال بھی عرض کیا تھا۔ اور میں چیلنج کرتا ہوں ان علماء حضرات کو جو باہر ہیں اور جو دینی درد رکھنے والے لوگ ہیں کہ اسلامی نظام کے لئے ہم جو مروجہ پارلیمانی طریقے ہیں۔ انتخابی طرز طریقے ہیں۔ ان طریقوں سے ہم ہرگز اس منزل تک نہیں پہنچ سکتے اگر وہی طریقے اختیار کئے جائیں تو آئندہ سو سال تک بھی ہم ملک میں اس نظام سے قطعاً اسلام اسلام نافذ نہیں کر سکتے نہ ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں کہ ہم صالح مسلمان اور درد دل رکھنے والے

اور اسلام کے جذبے سے سرشار افراد کو اکثریت میں اسمبلی میں بھیج سکیں۔ خواہ اس کے لئے آپ جتنے بھی طریقے اختیار کریں۔ کل ہی ہماری ایک محترمہ نے جو ظلم کی داستان سنانے والی ایک لیڈر کی صاحبزادی ہے وہ صرف اس بات سے اتنی چڑ گئی ہیں کہ اخبارات میں بیانات دے رہی ہیں کہ یہ کیا ضروری ہے کہ امیدوار کے لئے نماز روزہ ضروری شرط ہو اس نے بہت طنزیہ باتیں کی ہیں کہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہہ دے بس وہی مسلمان ہے اور نماز روزہ کوئی شے نہیں ہے یہ ہمارے خواجہ خیرالدین صاحب کی صاحبزادی کا بیان آیا ہے اس نے نماز روزہ پر بڑی طنز و تشنیع کی ہے تو میری عرض یہ ہے کہ اگر یہ موجودہ بندھن بھی ٹوٹ جائیں۔ تو ان ہی لوگوں کو اپنا کھیل کھل کر کھیلنے کا موقع ملے گا۔ تو کیا خیال ہے کہ وہ ہمارے شرائط و ضوابط اور دیگر فریم ورک ان کو کنٹرول کر سکیں گے؟ ہرگز نہیں تو جمہوری سسٹم میں جو مروج ہے کے ذریعے اسلام آسکتا ہے۔ کہ ہمہ گیر انقلاب معاشرے میں پیدا کیا جائے اور فرد اور معاشرے کی اصلاح کی جائے۔ اور ان کو انقلابی جذبات سے ایسا سرشار کیا جائے کہ جو بھی حکومت آئے وہ ان کا محاسبہ کر سکیں جب تک معاشرہ اور فرد ایسا نہیں ہوگا تو ہم پارلیمانی سسٹم یا اس طرح کا کوئی اور ڈھیلا ڈھالا ڈھانچہ کھڑا کر دیں جس میں ان لوگوں کے لئے من مانی کا راستہ کھل گیا ہو تو امید نہیں ہے کہ ہم اس عظیم مقصد کے لئے جس کے واسطے پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کہا گیا تھا۔ اتنی قربانی دی گئی تھی اس سے ہم کنار ہو سکیں۔ جناب والا میری گذارش یہ ہے کہ پیچھے کچھ ساتھی اگر کچھ دیر کے لئے خاموش رہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں ذہنی طور پر ڈسٹرب ہوتا ہوں۔

جناب سید سعید حسن | جناب چیئرمین میں نے ایک لفظ نہیں بولا ہے۔

جناب چیئرمین | میرا خیال ہے کہ آپ اختصار سے کام لیجئے تاکہ آپ اپنے ہمسائے سے جان چھڑا لیں۔

جناب مولانا سمیع الحق | جناب والا ہمارے فاضل جنجوعہ صاحب نے ایک حدیث بیان فرمائی تھی کہ جس کا ساتھی بھوکا ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔ تو جس شخص کا ساتھی اپنے ساتھی کو تقریر بھی نہ کرنے دے تو وہ کیا ہے؟ حق کہنے سے روکنا۔ اگر پڑوسی کا شیوا ہے تو پھر اسے کیا کہیں گے جناب محترم چیئرمین صاحب۔

جناب سید سعید حسن | جناب والا آپ ہی ان کو روکتے ہیں میں نے تو کبھی نہیں روکا۔

ایک معزز رکن | یہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان کی طرف دیکھتے ہیں۔ (مداخلت)

جناب مولانا سمیع الحق | جناب چیئرمین اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سنہری موقع دیا تھا اس شکل میں دیا تھا کہ فرد واحد کے ہاتھ میں اقتدار ہو۔ اور قوت ہو اور ملک کا چنا ہوا یعنی کہ اس لحاظ سے چنا ہوا کہ علم

وفکر ہر لحاظ سے صلاحیتوں کے لحاظ سے ایک ایسی شوریٰ یہاں اکٹھی کی گئی وہ ان کی پشت پر ہو اور ساری طاقتیں ہاتھ میں تھیں۔ تو اللہ کے فضل سے ہم اس مقصد تک بہت آسانی سے پہنچ سکتے تھے کاش کہ اس راستے میں رکاوٹیں ڈالنے والے جو لوگ ہیں جو ایجنسیاں ہیں، جو ادارے ہیں۔ انہوں نے ملک و ملت پر رحم کیا ہوتا شاید یہ موقع پھر ہمیں ہاتھ نہ آئے اور اس وقت بھی میری گذارش یہ ہے کہ اگر ہم کوئی نیا خاکہ لوگوں کے سامنے رکھتے ہیں تو اس میں اس بات کا سب سے زیادہ لحاظ رکھا جائے۔ کہ اس خاکے کی صورت میں اپنی منزل اسلامی نظام کا جو نعرہ ہم نے بلند کیا ہے اور جس مقصد کو ہم چھ سال سے دہرا رہے ہیں کیا وہ منزل ہم سے دور تو نہیں ہو گئی۔ اور میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا جناب والا کسی کی گیدڑ بھبکیوں کی پرواہ کئے بغیر جو موزوں خاکہ ہو اسلامی فلاحی ریاست کا اور ایک عادلانہ ریاست کے قیام کا جو خاکہ ہے اس کو پیش کیا جائے۔ اب میں کچھ مزید دو چار نکات پر آتا ہوں اور باقی تقریر چھوڑ دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین | قبلہ پندرہ منٹ گزرنے کے بعد ابھی تقریر چھوڑ رہے ہیں۔

عشر و زکوٰۃ اور شیعہ | ابھی تھوڑی سی ہے جناب۔ جناب والا میں نے پچھلے اجلاس میں بھی بڑے ادب سے کہا تھا کہ ملک اور ملت کو فرقہ واریت سے متحد ہو کر بچانا چاہیئے۔ حکومت کو اپنے ذرائع، علماء کو اپنے ذرائع اور ارکان شوریٰ کو اپنے ذرائع استعمال کرنے چاہئیں۔ تو میں نے بڑے درد اور محبت سے اور اخلاص سے ان بھائیوں کی خدمت میں بھی عرض کیا تھا۔ جو بعض ایسی باتیں اٹھاتے ہیں اور جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں بھی عشر کے سلسلے میں عرض کیا تھا کہ عشر کے سلسلے میں وہی غلطی نہ دہرائی جائے جو زکوٰۃ کے سلسلے میں دہرائی گئی تھی۔ کہ اس میں بعض طبقوں کو مستثنیٰ قرار دے کر ہم نے ایک بڑی خطرناک غلطی کی ہے۔ اور فتنوں کا ایک راستہ کھول دیا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ یکایک یہاں مختلف قومیں اور مختلف فرقے بسنے والے ایک دوسرے کے مقابلے میں آجائیں اور ایک دوسرے کی حق تلفی ہو اور ایک دوسرے کے حقوق غصب ہوں لیکن جس انداز میں اس کو نافذ کیا گیا تھا تو اس سے لازمی بات تھی کہ اہل سنت والجماعت کو اس سے بہت بڑا نقصان پہنچ سکتا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ قوانین کہیں بھی نہیں ہیں۔ لیکن آپ نے ایک جماعت کو عشر سے مستثنیٰ قرار دے دیا اور میں نے آپ کی خدمت میں تحریک التوا بھی اس مسئلے پر داخل کی تھی۔ مگر آپ کا حکم تھا کہ ان باتوں پر اظہار خیال بجٹ تقریر میں کیا جائے مجھے ملک بھر سے کئی اطلاعات بھی ملی ہیں اور خطوط بھی آتے رہتے ہیں اور حریت اخبار میں نے اس کو تحریک التوا کے ساتھ داخل کیا تھا۔ جس میں تفصیلی خبر ہے کہ ہمارے بے شمار سنی بھائیوں نے اپنے آپ کو فارم میں اثنا عشری لکھ دیا۔ ایسے سنی بھائی بھی ہیں جن کے نام کے ساتھ فاروقی، صدیقی اور عثمانی کا لاحقہ بھی لگا ہوا ہے۔ اگرچہ ان کے لئے بڑی شرم کی بات ہے لیکن لوگ مفادات کے لئے اور اغراض کے لئے سب

کچھ کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ملک میں ایک تو بہت سے ہمارے سنی لوگ فارم کے لحاظ سے دوسرے طریقے سے
والبستہ لگیں گے۔ عددی اکثریت یا اس کے تناسب کا فرق پڑے گا۔ اور آگے یہ مسئلہ چل نکلا اور اہل سنت نے مختلف
ایسے مسائل اٹھائے جو چاروناچار ان کے ذھنوں میں آرہے ہیں۔ ملازمین کے سلسلے میں اور قوانین کے سلسلے میں تو ممکن
ہے کہ یہ ایک خطرناک بات ہو جائے۔ تو میری اس وقت بھی یہ درخواست تھی کہ اس مسئلے کو فوراً ایکسان کیا جائے۔ ایسے قواعد
لاگو کئے جائیں کہ کوئی فرقہ بے جا رعایت کا مستحق نہ ہو۔ اور ہر ایک کو اپنے حقوق بھی ملیں شیعہ حضرات کے ہاں اگر عشر نہیں ہے
تو ان کے ہاں اس سے بھی زیادہ ایک چیز ہے جس کو خمس کہتے ہیں۔ تو ان پر خمس لاگو کیا جائے۔ جو ان کی فقہ کا تقاضا ہے۔
ہمارے وزیر خزانہ کا بیان اخباروں میں پچھلے دنوں آیا تھا جس پہ لے دے بھی ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا تھا کسی ایک
فقہ کو دوسری فقہ پر غالب نہیں کیا جائے گا۔ ٹھیک ہے کہ کسی فقہ کو دوسری فقہ پر مسلط نہیں ہونا چاہیئے لیکن کسی
فقہ کو بالکل کھلا چھوڑ دینا کہ گویا اس مملکت کے شہری ہوتے ہوئے وہ اپنی فقہ کے بھی پابند نہ ہوں اور دوسری فقہ
کے بھی پابند نہ ہوں یہ ٹھیک نہیں ہے۔

جناب چیئرمین مولانا قبلہ میری مدد کیجئے اپنی تقریر کو مختصر کیجئے۔

مولانا سمیع الحق اس دن بھی وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا تھا، وہ فی سبیل اللہ کا مسئلہ زکوٰۃ کے بارے میں ہے۔
فی سبیل اللہ کے معانی یہ ہیں کہ زکوٰۃ میں تملیک لازمی ہے۔ اور رفاہ عام کی صورت میں وہ نہیں لگ سکتی۔ ہمارے مفسرین
یا احناف سب کی رائے یہی ہے۔ اب وزیر خزانہ صاحب فرماتے ہیں کہ فی سبیل اللہ کی تشریح کے لئے ہم سعودی عرب سے اور
مصر سے جامعہ ازہر سے پوچھ رہے ہیں جب ایک فقہی مسئلہ ہے اور اس میں سب فقہاء احناف متفق ہیں تو وہاں تو ان کو
اجتہاد کی پڑی ہوئی ہے کہ کہیں کہیں سے راستہ مل جائے کہ حنفی مسلک جو بھی کہے لیکن کوئی اور خواہ مصر کا ہو شام کا ہو
سعودی عرب کا ہو لیکن ہمارے مفاد کی کوئی بات ان میں سے نکل آئے۔ تو ہم یہاں بھی کہتے ہیں کہ فقہ حنفی کا لحاظ رکھا جائے
جو اس کے معانی ہیں جو اس کے موضوعات ہیں ان کو ملحوظ رکھا جائے۔

سود سود کے متعلق ہمارے بہت سے احباب نے کہا ہے اور جناب وزیر خزانہ نے پچھلے سال اعلان بھی کیا
تھا مگر کچھ بھی نہ بات نہ ہو سکی

تجارتی اوقاف پر ٹیکس اس کے علاوہ وہ وقف جو فاؤنڈیشن اور ٹرسٹ ہے اس میں جو چیزیں ہیں مثلاً مکان کا کرایہ
جو ہے اس پر تو ٹیکس نہیں ہے لیکن جو اوقاف تجارتی مقاصد میں خرچ ہو رہے ہیں۔ صنعت میں انڈسٹری میں استعمال ہو
رہے ہیں اب اس پر بھی ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔ تو میرا خیال یہ ہے کہ جو اوقاف اور فاؤنڈیشن شرعی مقاصد کے مطابق خرچ
کریں اور غلط طریقوں سے بے جا مصارف میں وہ خرچ نہیں ہو رہا تو ان فاؤنڈیشن پر ایسے اوقاف پر ٹیکس لگانا ایک
فلاحی ریاست کی روح کے خلاف ہے۔ یعنی اوقاف کے معانی یہ ہیں کہ وہ ساری چیزیں ملک و ملت کی عمومی

فلاح پر خرچ کی جائیں گی۔ اب جو فوجی فاؤنڈیشن اور مثال کے طور پر ایسے اور ادارے ہیں جو ٹرسٹ ہیں ان پر شرعاً میرے خیال میں اوقاف ٹیکس نہیں لگانا چاہیئے کیونکہ اس کی ساری کی ساری آمدنی شخصی منافع میں نہیں جا رہی ہے۔ ملک و ملت کی سماجی اور فلاحی کاموں میں خرچ ہو رہی ہے۔

ویلتھ ٹیکس اسی طرح ویلتھ ٹیکس جو ہے تو ویلتھ ٹیکس میں جو کرائے کا مکان ہے شرعاً اس پر بھی ٹیکس نہیں لگانا چاہیئے۔ اس کی آمدنی پر زکوٰۃ تو خود بخود آئے گی لیکن مکان کی مکانیت کے حساب سے اس پر ویلتھ ٹیکس نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ کہا جاتا ہے کہ صنعت پر لوگ خرچ کر نہیں رہے ہیں مکانات بنائے جا رہے ہیں تو ہم اثباتی پہلو کیوں نہیں ڈھونڈتے کہ جو کاروبار شریعت کے مطابق ہوں، ملک و ملت کے حق میں جائز ہوں تو اس کو فروغ دیں کہ لوگ اس پر سرمایہ کاری کریں۔ جب لوگوں کو صحیح کاروبار کا راستہ نہیں ملے گا تو وہ یہی سلبی طریقے اختیار کریں گے۔ اور آپ ان پر غیر شرعی طریقے سے ٹیکس لگائیں گے۔

مشنری عیسائی سرگرمیاں آخر میں م۔ش (میاں محمد شفیع صاحب) کی اس تجویز کی تائید کرتا ہوں کہ مشنری سرگرمیوں پر بھی کڑی نگاہ رکھی جائے لا اکراہ فی الدین کا معنی یہ نہیں ہے کہ لوگ گلیوں کوچوں میں پھرتے رہیں اور مسلمانو کو کافر بناتے پھریں۔ لا اکراہ فی الدین کا مطلب یہ ہے کہ جو پہلے سے جس مسلک کو اختیار کر چکا ہے۔ اس کو مجبور نہیں کیا جائے گا۔ لا اکراہ فی الدین کا نمونہ اس ایوان میں ہے کہ اس میں ہمارے ہندو بھائی بھی ہیں، عیسائی بھائی بھی ہیں لیکن لا اکراہ فی الدین کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ سڑکوں پر پھرتے رہیں اور مسلمانوں کو مرتد بناتے رہیں کسی مسلمان کا دین کو چھوڑنا اسے شریعت میں ارتداد کہتے ہیں اور ارتداد کی سزا متفقہ طور پر قتل ہے۔ تو مشنری سرگرمیاں جو ہیں ان پر نگاہ رکھی جائے۔ کوئی مسلمان اس کی زد میں نہ آئے۔ چونکہ وقت کم ہے۔ ....

جناب چیئرمین جی ہاں جناب وقت ہے ہی نہیں یہ کم کی بات نہیں ہے۔ میں تو شکریہ ادا کر رہا ہوں۔

محمد اسلم قریشی کئی دنوں کے بعد جناب وقت ملا ہے۔ تو میں نے ایک گذارش مولانا محمد اسلم قریشی کے سلسلے میں کل بھی ہمارے قاری سعید الرحمن نے بھی یہی گذارش کی تھی۔ اور اس پر تحریک التوا بھی میں نے پیش کی تھی۔ اس کو صرف سیاسی مسئلہ نہ سمجھا جائے۔ اور خدانخواستہ اس کو مذہبی رنگ دے کر ....

ڈاکٹر سٹیفن پی لال پوائنٹ آف آرڈر جناب۔ جناب کیا اہل کتاب کو مرتد اور کافر کہا جا سکتا ہے۔

مولانا سمیع الحق میں نے انہیں مرتد نہیں کہا میں نے کہا ہے کہ کوئی مسلمان اسلام چھوڑ دے تو وہ مرتد ہوتا ہے۔ مرتد کا معنی ہے واپس لوٹنے والا۔ یعنی کوئی مسلمان اسلام سے واپس نہیں ہو سکتا۔ تو یہ ایک اصطلاحی لفظ ہے۔